تقریر

”شادی ایک مدرسہ ہے“ (حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ)

معزز سامعات! میری تقریر کا موضوع ہے ” شادی ایک مدرسہ ہے “

یہ موضوع حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک اقتباس سے لیا گیا ہے جس میں آپ شادی جیسے مقدس تعلق کی حقیقت بتاتے ہوئے اسے مدرسے کی حیثیت قرار دیتے ہیں۔

معزز سامعات! مدرسہ کیا ہوتا ہے؟ وہاں کیا کام کیا جاتا ہے؟ جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ مدرسہ بھی گویا ایک طرح کا کارخانہ ہے جیسے کارخانوں میں خام مال سے کارآمد اشیاء تیار کی جاتی ہیں ان کو مشینوں سے گزار کر بھٹی میں تپا کر کندن بنایا جاتا ہے اسی طرح مدرسہ بھی ناپختہ دماغوں کو ایک مضبوط سوچ عطا کرتا ہے۔ کم علم والوں کو علم کی دولت سے مالا مال کرتا ہے۔ عام انسان کو خاص بنایا جاتا ہے ۔ عورت کو ترقی دے کر خاتون بناتا ہے۔ اسے دین و دنیا کے علوم کے بجربے بیکر اس میں شناوری کا ہنر سکھایا جاتا ہے۔ قابل اساتذہ کی بدولت شاگرد کی قسمت چمک جاتی ہے۔ کیونکہ وہ اپنا سارا علم و تجربہ اپنے شاگردوں کے ذہنوں تک پہنچاتے ہیں۔ یہاں تک کہ دنیا یہ کہنے پر مجبور ہو جاتی ہے کہ

”شاگرد نے جو پایا استاد کی دولت ہے“

بلاشبہ مدرسہ کسی بھی انسان کی زندگی میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اب شادی اور مدرسے کا کیا تعلق بھلا؟ شادی تو دو انسانوں کے مابین ہوا کرتی ہے جس طرح مدرسہ میں بے شمار طلبہ، طالبات تعلیم حاصل کر رہے ہوتے ہیں لیکن استاد اور ہر اک شاگرد کا اپنا ایک الگ تعلق ہوا کرتا ہے اور وہی تعلق شاگرد کی اگلی زندگی کی کامیابی یا ناکامی کا تعین کرتا ہے اسی طرح شادی میں بھی بے شک دوسرے بہت سے رشتے شامل ہوتے ہیں لیکن اصل معاملہ میاں اور بیوی کا ہوتا ہے اگر ان کے درمیان ایک حقیقی اور سچا محبت بھرا تعلق موجود ہے تو پھر باقی سب رشتے بھی درست سمت میں ہی چلتے ہیں۔ اولاد بھی والدین کی محبت اور ایک دوسرے کے لیے سچی ہمدردی دیکھ کر ان کی فرمانبردار ہوتی ہے اور ان کی پیروی کرتے ہوئے اسی نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی عائلی زندگی بھی سنوار لیتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ باقی تمام رشتے بھی احسن رنگ میں نبھاتی ہے۔

کتاب رحمان میں خدائے رحمان و رحیم نے فرمایا ہے کہ

وَمِنۡ اٰيٰتِهٖۤ اَنۡ خَلَقَ لَكُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ اَزۡوَاجًا لِّتَسۡكُنُوۡۤا اِلَيۡهَا وَجَعَلَ بَيۡنَكُمۡ مَّوَدَّةً وَّرَحۡمَةً ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ

(الروم:22)

اس کے نشانات میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس میں سے جوڑے بنائے تاکہ تم ان کی طرف تسکین حاصل کرنے کے لیے جاؤ اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی یقیناً اس میں ایسی قوم کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں بہت سے نشانات ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ مدرسہ کے قواعد بتاتے ہوئے فرماتے ہیں :

" جو بچے ابتدائی مرحلہ میں مدرسہ میں بٹھائے جاتے ہیں اُن کے لئے اور کتابیں ہوتی ہیں اور پھر جب اچھی طرح حروف شناس ہو جاتے ہیں تو پھر اور کتابیں اُن کو دی جاتی ہیں اور پھر جب استعداد اُس سے بھی بڑھ جاتی ہے تو دوسری کتابیں حسب استعداد ان کو دی جاتی ہیں اور سب کے بعد انتہائی کتاب کا وقت آتا ہے اور چونکہ خدا اپنی تعلیم میں گڑبڑ ڈالنا نہیں چاہتا اس لئے پیش از وقت کوئی قانون الہامی انسانوں کو نہیں دیتا کیونکہ جن تغیرات کا ابھی انسان کو علم ہی نہیں اُن تغیرات کے موافق انسان کو قانون دینا گویا اس کو سخت پریشانی میں ڈالنا ہے۔"

(روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 107)

صدر مجلس! شادی کے معنی دلی خوشی، شادمانی اور راحت کے ہیں اگر اس سے خوشی اور راحت حاصل نہیں ہو رہی تو اس شادی کے رشتے پر محنت کرنے کی ضرورت ہے جیسے مدرسے میں اگر ہم کسی مضمون میں کمزور ہوتے ہیں یا اسے اچھی طرح سمجھ نہیں پاتے تو اس کی بار بار مشق کرتے ہیں۔ اس مضمون کو خاص وقت اور توجہ دیتے ہیں تا کہ ہم اس پر عبور حاصل کر سکیں اس کے لیے بسا اوقات ٹیوشن بھی رکھتے ہیں تو اسی طرح اگر شادی میں کسی طرح کی مشکل پیش آ رہی ہے تو اسے اضافی وقت اور توجہ کی ضرورت ہے، اس پر محنت چاہیے۔ اگر خود سے معاملات حل نہیں ہو رہے تو کسی عقل مند اور معاملہ فہم بندے سے ٹیوشن بھی لے جاسکتی ہے جو غیر جانبدار ہو کر اس معاملے کی تہہ تک پہنچے اور اس کا مثبت حل تلاش کر کے اس شادی کو کامیاب کرنے کی کوشش میں مددگار ثابت ہو سکے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

"شادیوں کا معاملہ محبت کی بنیاد کے قیام کے لیے ہے میاں بیوی کی محبت در حقیقت خدا ہی کی محبت کا ظِل ہے۔ شادی ایک مدرسہ ہے جہاں خدا تعالیٰ کے عشق کا سبق پڑھایا جاتا ہے... اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کے تعلقات کو اپنی محبت کا ایک نشان قرار دیا ہے... غرض ماں باپ کی محبت خدا تعالیٰ کی محبت کا ایک ظل ہے، بیوی کی محبت بھی خدا تعالیٰ کی محبت کا ظل ہے اور اولاد کی محبت بھی خدا تعالیٰ کی محبت کا ایک ظل ہے... گویا یہ تینوں ایک درس گاہ ہیں جن میں انسان اللہ تعالیٰ کی محبت کا سبق سیکھتا ہے اور دوسروں کو سکھاتا ہے۔"

(خطبات محمود جلد سوم صفحہ 376)

اس اقتباس کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ دنیا کا ہر خوبصورت اور مضبوط رشتہ دراصل خدا کی محبت کا ہی عکاس ہے۔ ہر ایسے پُرخلوص رشتے میں خدا جلوہ گر ہوتا ہے دو افراد جو بظاہر بالکل اجنبی ہیں، کیسے بے تکلفی، کیسے اخلاص اور کیسے اٹوٹ بندھن میں بندھ جاتے ہیں اور یہ تعلق کسی دوسرے رشتے میں نظر آنا بعید ہے۔ بیوی کے لیے جو شوہر کو مجازی خدا کا درجہ دیا گیا ہے یہ بھی اسی ضمن میں وہی تعلق باللہ کو سمجھانے کے لیے ہے کہ جس طرح میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہیں ایک دوسرے کے عیوب دنیا پر ظاہر نہیں کرتے ایسے ہی وہ حقیقی خدا بھی ستار ہے پردے رکھتا ہے پردہ دری کرنا اس کی صفت نہیں۔

پھر والدین کی محبت کا ذکر بھی ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی محبت کا ظل ہیں اور اولاد بھی۔ اگر فی الوقت صرف شادی کے موضوع کو ہی زیر بحث لا کر والدین اور اولاد کا اس مدرسے میں کیا اہم کردار ہے اس کا تذکرہ کر لیا جائے۔

والدین کا کردار اس مدرسے میں پرنسپل یا ہیڈ ماسٹر جیسا ہوتا ہے۔ جو گاہے بگاہے طالب علموں کی کارگردگی کا جائزہ لیتے اور ان میں مزید بہتری کیسے لائی جائے اس بارے میں لائحہ عمل مرتب دیتے ہیں اور اپنے زندگی کے تجربات کی روشنی میں اعلیٰ نصائح کرتے ہیں پھر جیسے ہمدرد اساتذہ دوا اور دعا دونوں کرتے ہیں وہ بھی دعاؤں کے زادِ راہ ان کے ہمراہ کرتے ہیں جس کی بدولت ان کی زندگیاں سہل ہوتی جاتی ہیں۔

پھر اولاد ہے جو شادی شدہ زندگی میں خوشیاں بکھیرتی ہے اس کا کردار اگر ہم غیر نصابی سرگرمیوں جیسا سمجھ لیں جو ذہنی تھکن کو مٹا کر طلبہ کو تروتازہ کرتی ہیں۔ جسمانی سرگرمیاں صحت کو بہتر کرتی ہیں اور ادبی سرگرمیاں ذہن کو جلا بخشتی ہیں۔ بہت سے طالب علم اگر پڑھائی میں اچھے نہ بھی ہوں تو ان کو غیر نصابی سرگرمیوں کی وجہ سے اضافی نمبرز مل جاتے ہیں اسی طرح اولاد بھی ایک ذریعہ ہوتا ہے شادی کو کامیاب بنانے کا، میاں بیوی کو جوڑ کر رکھنے کا۔ میاں بیوی اولاد کو لے کر ایک جیسی سوچ رکھتے ہیں دونوں ان کی بہتری چاہتے ہیں۔ اولاد کے لیے دونوں کا نفع نقصان سانجھا ہوتا ہے اسی لیے اولاد کی وجہ سے بھی یہ مدرسہ عمدگی سے چلتا رہتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اولاد کے لیے یہ دعائیہ اشعار کہے جو بزبان حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا تھے یعنی دونوں والدین کی اپنی اولاد کے لیے یہی جذبات تھے۔

میری اولاد کو تُو ایسی ہی کر دے پیارے
دیکھ لیں آنکھ سے وہ چہرہ تاباں تیرا
عمر دے، رِزق دے اور عافیت و صحت بھی
سب سے بڑھ کر یہ کہ پا جائیں وہ عرفاں تیرا
اب مجھے زندگی میں ان کی مصیبت نہ دِکھا
بخش دے میرے گُنہ اور جو عِصیاں تیرا

سامعات! شادی کے مدرسہ میں مرد بہرحال زیادہ ذمہ دار ہوتا ہے جیسے کلاس کا مانیٹر جو پڑھائی تو باقی کلاس کے ساتھ ہی کر رہا ہوتا ہے لیکن اس پر باقی کلاس کی نسبت استاد نے کچھ اضافی ذمہ داریاں ڈالی ہوتی ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم نے مرد کو قوام بنا کر اس پر کچھ بھاری ذمہ داریاں ڈالی ہیں جن کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

"اگر مرد کوئی کجی یا خامی اپنے اندر رکھے گا تو عورت ہر وقت کی اس پر گواہ ہے۔ اگر وہ ثبوت لے کر گھر آیا ہے تو اس کی عورت کہے گی کہ جب خاوند لایا ہے تو میں کیوں حرام کہوں۔ غرضکہ مرد کا اثر عورت پر ضرور پڑتا ہے اور وہ خود ہی اسے خبیث اور طیب بناتا ہے اسی لیے لکھا ہے۔ اَلۡخَبِیۡثٰتُ لِلۡخَبِیۡثِیۡنَ وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیۡنَ (نور:27) اس میں یہی نصیحت ہے کہ تم طیب بنو ورنہ ہزار ٹکریں مارو کچھ نہ بنے گا۔ جو خدا سے خود نہیں ڈرتا تو عورت اس سے کیسے ڈرے؟ نہ ایسے مولویوں کا وعظ اثر کرتا ہے نہ خاوند کا۔ ہر حال میں عملی نمونہ اثر کیا کرتا ہے بھلا جب خاوند رات کو اٹھ اٹھ کر دعا کرتا ہے۔ روتا ہے تو عورت ایک دو دن تک دیکھے گی آخر ایک دن اسے بھی خیال آوے گا اور ضرور متاثر ہو گی۔ عورت میں متاثر ہونے کا مادہ بہت ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب خاوند عیسائی وغیرہ ہوتے ہیں تو عورتیں ان کے ساتھ عیسائی وغیرہ ہو جاتی ہیں۔ ان کی درستی کے واسطے کوئی مدرسہ بھی کفایت نہیں کر سکتا خاوند کا عملی نمونہ کفایت کرتا ہے۔ خاوند کے مقابلہ میں عورت کے بھائی بہن وغیرہ کا بھی کچھ اثر اس پر نہیں ہوتا۔ خدا نے مرد عورت دونو کا ایک ہی وجود فرمایا ہے۔ یہ مردوں کا ظلم ہے کہ وہ اپنی عورتوں کو ایسا موقع دیتے ہیں کہ وہ ان کا نقص پکڑیں۔ ان کو چاہیئے کہ عورتوں کو ہرگز ایسا موقع نہ دیں کہ وہ یہ کہہ سکیں کہ تو فلاں بدی کرتا ہے بلکہ عورت ٹکریں مار مار کر تھک جاوے اور کسی بدی کا پتہ اسے مل ہی نہ سکے تو اس وقت اس کو دینداری کا خیال ہوتا ہے اور وہ دین کو سمجھتی ہے۔"

(البدر جلد 2 نمبر 9 صفحہ 68 مورخہ 20 مارچ 1903ء)

نیز فرمایا:

”مرد اپنے گھر کا امام ہوتا ہے پس اگر وہی بد اثر قائم کرتا ہے تو کس قدر بد اثر پڑنے کی امید ہے۔ مرد کو چاہیئے کہ اپنے قویٰ کو بر محل اور حلال موقع پر استعمال کرے مثلاً ایک قوت غضبی ہے جب وہ اعتدال سے زیادہ ہو تو جنون کا پیش خیمہ ہوتی ہے جنون میں اور اس میں بہت تھوڑا فرق ہے۔ جو آدمی شدید الغضب ہوتا ہے اس سے حکمت کا چشمہ چھین لیا جاتا ہے۔ بلکہ اگر کوئی مخالف ہو تو اس سے بھی مغلوب الغضب ہو کر گفتگو نہ کرے۔ مرد کی ان تمام باتوں اور اوصاف کو عورت دیکھتی ہے۔ وہ دیکھتی ہے کہ میرے خاوند میں فلاں فلاں اوصاف تقویٰ کے ہیں جیسے سخاوت، حلم، صبر اور جیسے اسے پرکھنے کا موقع ملتا ہے وہ کسی دوسرے کو نہیں مل سکتا۔ اسی لیے عورت کو سارق بھی کہا ہے کیونکہ یہ اندر ہی اندر اخلاق کی چوری کرتی رہتی ہے حتیٰ کہ آخر کار ایک وقت پورا اخلاق حاصل کر لیتی ہے۔ ایک شخص کا ذکر ہے کہ وہ ایک دفعہ عیسائی ہوا تو عورت بھی اس کے ساتھ عیسائی ہو گئی۔ شراب وغیرہ اوّل شروع کی پھر پردہ بھی چھوڑ دیا۔ غیر لوگوں سے بھی ملنے لگی۔ خاوند نے پھر اسلام کی طرف رجوع کیا تو اس نے بیوی کو کہا تو بھی میرے ساتھ مسلمان ہو۔ اس نے کہا کہ اب میرا مسلمان ہونا مشکل ہے۔ یہ عادتیں جو شراب وغیرہ اور آزادی کی پڑ گئی ہیں یہ نہیں چھوٹ سکتیں۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 157-158 ایڈیشن 1988ء)

پیاری بہنو! حضرت رسولِ کریم ﷺ ایک مثالی شوہر تھے۔ آپ ﷺ سراپا محبت تھے۔ آپ ﷺ نے اپنی امت کو اپنے عمل سے اپنی عائلی زندگیوں کو سنوارنے کا ہنر سکھایا اپنی ازواج سے بے حد شفقت و رحم کا سلوک، گھریلو کاموں میں مدد، ہنسی مذاق اور ہر بیوی کے دلی جذبات کا خیال رکھنا۔ یہی سلوک اور رحم دلی دیکھ کر آپؐ کی ہر زوجہ محترمہ آپؐ پر دل سے فدا تھیں اور محبت میں ایک دوسرے سے بڑھی ہوئی تھیں۔ ایک بار جنگ خیبر سے واپسی پر آپ ﷺ خود حضرت صفیہؓ کے لیے اونٹ پر جگہ بنا رہے ہیں۔ وہ جُبہ جو آپ ﷺ نے پہنا ہوا تھا اتار کر تہہ کر کے بیٹھنے کی جگہ پر رکھا۔ پھر سوار کراتے وقت اپنا گھٹنا ان کے آگے جھکا دیا اور فرمایا اس پر پاؤں رکھ کر اونٹ پر سوار ہو جاؤ۔

(بخاری)

غرض کہ آپؐ کی سیرت سے ایسے بے شمار واقعات ملتے ہیں جب آپؐ نے اپنی بیویوں کے ساتھ محبت و شفقت کا سلوک فرمایا۔

بحیثیت لجنہ اماء اللہ ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ

- ہم اپنے مدرسے سے کیا سبق سیکھ رہی ہیں؟
- ہم کتنی ذہین طالبہ ہیں؟
- کیا اس مدرسے میں داخلے کے بعد سے ہماری تعلیم میں اضافہ ہوا ہے؟
- کیا ہم نے قرب الٰہی کی منازل طے کیں ہیں؟
- کیا ہم اپنے خاوند سے اس کے عزیز رشتے داروں سے محض للہ سچی دلی ہمدردی اور محبت کے جذبات رکھتی ہیں؟
- کیا ہم اپنے شوہر کی خوبیوں کو اپنا رہی ہیں یا اگر کوئی کمزوری ہے تو اسے دور کرنے کے لیے سعی اور دعا کر رہی ہیں؟
- کیا ہماری اولاد ہمارے لیے اضافی نمبروں کا باعث بن رہی ہے، ہماری عائلی زندگی کو مزید کامیاب بنا رہی ہے؟
- ہمارے والدین نے ہمیں جو دین و دنیا میں بہتر بننے کے طریق سکھائے ہیں کیا ہم ان پر عمل کر کے اپنی زندگیاں بہتر بنا رہی ہیں؟

اگر تو ان سب سوالات کے جواب ہاں میں ہیں تو مبارک ہو کہ آپ اس مدرسے سے کامیاب و کامران ہو کر نکلی ہیں۔ آپ اعلیٰ نمبروں میں پاس ہو گئی ہیں۔ اگر کہیں بھی کوئی کمی ہے تو دیر نہیں ہوئی ابھی بھی اسی خدا سے مدد مانگیں اور دل لگا کر محنت کریں نتیجہ ان شاء اللہ شاندار آئے گا۔ کیونکہ

محنت ہو اگر سچی ضائع وہ نہیں ہوتی
تم کام کئے جاؤ اخلاص سے ہمت سے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک بہت خوبصورت الہام ہے:

ع اَمن اَست دَر مَکانِ مَحبَّت سَرائے مَا

ہمارا مکان جو ہماری محبتِ سرائے ہے اس میں ہر طرح سے امن ہے۔

خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک کا گھر اس الہام کے مصداق ہو جائے نیز ہر دنیاوی مکان بھی محبت سرائے بن جائے جہاں بس امن ہی امن ہو۔ محبت ہی محبت ہو۔

اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین

طالب دعا
(صدف علیم صدیقی۔ کینیڈا)

✡✡✡✡